رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء مطابق یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۱۶

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ شملہ پر بخریت ہیں۔ حضور کی صحت بہت اچھی ہے۔ الحمد للہ ؛

ایک سال کیلئے فاروق نصف قیمت پر

(۲) مکرمی برادرم فتح محمد صاحب کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی نے تیس روپیہ فاروق کی امداد میں عطا فرمائے ہیں۔ جن کو میں اس طرح صرف کرتا ہوں۔ کہ ایک اخبار تو بابو صاحب نے گوجرانوالہ جاری کرایا ہے۔ جس کا چندہ کاٹ کر باقی چھبیس روپیہ میں ۱۳ ایسے کم استطاعت نئے خریداروں کے نام سال بھر کے لئے فاروق جاری کرنا چاہتا ہوں۔ جو نصف قیمت سلغ دو روپیہ ادا کریں اور نصف قیمت بابو فتح محمد صاحب کے عطیہ میں سے دیجائیگی۔ پس جو دوست نصف قیمت پر سال بھر اخبار لینا چاہیں۔ بشرطیکہ کم استطاعت ہوں۔ وہ دو روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ کہ ان کے نام دو روپیہ کا وی پی کر دیا جائے۔ جس پر ۴ر زائد خرچ ہونگے۔ درخواستیں بنام مینجر فاروق ارسال کریں۔

مینجر فاروق قادیان

(۳) **بار بار وی پی واپس کرنیوالے** دوست خوصلہ ۳۲۴ راولپنڈی ۵۹ نیلا گنبد لاہور ۲۲۱ جنرل پوسٹ آفس لاہور ۴۳۲ صدر گوگیرہ ۴۳ چوک اسپاں حیدرآباد دکن ۶۴ مروان ۳۶۱ کانتھاں ۳۳۳ لدھیانہ ۲۱۷ جہلم ۴۶۲ سامانہ مطلع رہیں۔ کہ یکم اگست سے

؎ کہ کون سکے نام بھیجدی پی ارسال ہو سکے گی۔ اس دفعہ ضرور وصول فرمالیں ؛

ستائش خلافت،

اے آسماں بطوع ارادت زمیں تو — گنجینۂ بسیار جہاں در یمیں تو
الحق بجاست گر بہہ اعضاءِ روزگار — یکسر زباں شوند پئے آفرینِ تو
نزدیک آں رسیدہ کہ بینی ضمیر خلق — اے من خدائے ایں نظر دور بینِ تو
اعضاءِ او متابعت او مے کنند — گر دشمنے بود بمثل در کمینِ تو
از جلوۂ وجود تو ظلمت سرائے خاک — روشن شد و جہانیاں زیر نگینِ تو
از کردگار ملکِ ولایت مفوضت — از کارساز۔ تخت خلافت مکینِ تو
در حلقۂ کمند و عنایت منافقاں — چوں لالہ داغدار دلِ منکرینِ تو
آئین دینِ احمد آخر زمان مسیح — شد انتظام ازچہ۔ ز حکم متینِ تو
لے لشکرے تراست نہ سیم و زرِ زیاد — جز فضل کردگارِ وخدائے مبینِ تو
محمود بہست عاقبت روزگار تو — در حشر مصطفےٰ است شفیع و معینِ تو

(معروضۂ لسان صدیقی بقلم اکمل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی طرف سے جواب

(۱)

کسی معزز شخص نے ایڈیٹر صاحب "دور جدید" سے بذریعہ خط دیانت کیا تھا۔ کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بیرسٹر ایٹ لاء ایم ایل سی پنجاب کا پنجاب میں مسلمانوں کے لئے حق نمائندگی کے متعلق کیا خیال ہے! کیا وہ مسلمانوں کو ۵۵ فیصدی کا حقدار سمجھتے ہیں۔ یا ۵۵ فیصدی جیسا کہ تمام مسلمانوں کا مطالبہ ہے۔ اس کی تائید کرتے ہیں؟

اس استفسار کا جواب معزز ہمعصر ایڈیٹر صاحب دور جدید نے چوہدری صاحب ممدوح کی زبانی جو چوہدری صاحب نے کونسل میں سکندر کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کے جواب میں فرمایا تھا۔ دور جدید مورخہ ۱۸ر جولائی صفحہ ۵ کے کالم میں درج کر دیا ہے۔ جو عام اطلاع کے لئے ہم فاروق میں نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

"اکثریت نے اس بات کا اعلان کر دیا تھا۔ کہ جہاں تک مسلم ممبران کا تعلق ہے۔ ان کی یہی خواہش ہے۔ کہ نیابت کے حقوق آبادی کے تناسب کے لحاظ سے عطا کئے جائیں۔ رپورٹ کے فقرہ ۱۸ میں لکھا ہے:۔

ہمارے مسلم شرکائے کار کے خیال میں پنجاب کے مسلمان بزور اس امر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ انہیں صوبجاتی مجلس مقننہ میں آبادی کے لحاظ سے نشستیں عطا کی جانی چاہئیں۔ ان کا مطالبہ پچپن یا چھپن فی صدی نشستوں کے متعلق ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ حقوق نیابت بلحاظ آبادی عطا کئے جائیں۔ اور ان کی آبادی میرے خیال میں ۵۵ اور ۵۶ فیصدی کے درمیان ہے۔ یا اگر صحیح اعداد درکار ہوں۔ تو ان کی آبادی ۵۵٫۴ ہے۔ میری رائے میں ان کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ جب تک فرقہ وار حلقہ ہائے انتخاب اور مخصوص نشستوں کا طریق جاری ہے۔ مسلمانوں کو حقوق نیابت آبادی کے لحاظ سے عطا کئے جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کی آبادی ۵۵ فی صدی سے کم ہو جائے تو ان کی نمائندگی بھی اسی تناسب سے کم کر دی جائے اور اگر ان کی آبادی ۵۶ فیصدی سے بڑھ جائے تو ان کی نمائندگی میں اسی تناسب سے اضافہ کر دیا جائے۔ رپورٹ مذکور میں ان کے اس مطالبہ کی بھی مخالفت نہیں کی گئی۔ کمیٹی اصلاحات کے مسلم ارکان نے اور ان کے دو شرکائے کار نے جنہوں نے کہ رپورٹ مذکور پر دستخط ثبت کئے ہیں۔ کہیں بھی یہ بیان نہیں کیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مطالبہ کے متعلق کوئی شک و شبہ ہے یا کہ مسلمانوں نے بحیثیت جماعت ۵۵ فی صدی سے کم حقوق نیابت پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک اس نقطہ کا تعلق ہے میں نے اس کو بخوبی واضح کر دیا۔ جہاں تک میرا اس معاملہ سے اپنے حلقہ کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے تعلق ہے میں نے اس فقرہ کے شروع میں اپنی رائے ظاہر کر دی ہے۔ جسے میں نے پڑھ دیا ہے۔ میری رائے یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ انہیں صوبجاتی مجلس مقننہ میں ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے یعنی ۵۵٫۴ حقوق نیابت عطا کئے جانا چاہئیں بالکل جائز اور درست ہے۔" (دور جدید)

ایک تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر فنڈر پیٹرک ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب نے اپنی تحقیقات ختم کر کے رپورٹ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیجدی ہے۔ یہ رپورٹ مہاراجہ پٹیالہ کو ان تمام الزامات سے جو انڈین پیپلز کانفرنس کی تحقیقاتی کمیٹی نے مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف لگائے تھے۔ بری قرار دیتی ہے۔ اس بریت کی خوشی میں ۵ر جولائی کی شام کو چیل میں ایک عظیم الشان دعوت دی گئی۔ جس میں بہت سے اہلکاروں کے علاوہ سر تیج بہادر سپرو۔ سر سیوا سوامی آئینگر۔ سر سندر سنگھ مجیٹھیہ بھی شامل تھے۔ علاوہ ازیں شملہ اور بیرونجات سے بہت سے مہمان بلائے گئے اور بہت خوشیاں منائی گئیں +

کنگ آف ٹانکس

یعنے

شہزور

ناطاقتی۔ دماغی اور اعصابی کمزوری کی بہترین دوا ہے

قیمت ۳۰ گولی ۴ روپے معہ محصول ڈاک +

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض ناطاقتی

اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے

قیمت ۰۷ خوراک ۳ روپے۔ محصول ڈاک ۸ آنہ +

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۳۰ء

کلام الامام ابن مسیح موعود علیہ السلام

اتمام الحجت علی المخالفین

(۲۷)

میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں۔ کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے۔ تو نئے سرے سے اپنی تسلی کرلیں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ خدا تعالےٰ سے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

اوّل:۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا۔ تو وہ ذلیل ہوگا میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں۔ کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے۔ تو میں کاذب ہوں۔

دوم۔ اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو۔ تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بنا دیں۔ یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں۔ ان کی تفسیر میں بھی عربی لکھوں۔ اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق و معارف بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں۔ تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔

سوم۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو۔ تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے۔ اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو۔ تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں گا۔

چہارم۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو۔ تو ایک تجویز یہ ہے۔ کہ بعض نامی مخالف اشتہار دیدیں۔ کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو۔ تو ہم توبہ کرینگے۔ اور مصدق ہو جائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ خواہ پیشگوئی ہو۔ یا اور تو میں اقرار کروں گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں۔

پنجم۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو۔ تو شیخ محمد حسین بٹالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کر لیں۔ پس اگر مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا۔ تو میں اقرار کروں گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں۔ یہ طریق فیصلہ ہیں۔ جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالےٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں۔ یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں۔ یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں۔ اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں۔ اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔

ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں۔ تو مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کر لیں۔ کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں۔ اور تہر آہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالےٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہو۔ اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالےٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو۔ اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے۔ اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔ اور خدا جانتا ہے۔ کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جب کہ میں سچے دل سے اور خدا تعالےٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں۔ اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں۔ تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں۔ جو میں نے پیش کی ہیں اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کریگا۔ میں سمجھوں گا۔ کہ اس کو حق کی طلب نہیں۔ بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے۔ کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو۔ اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہراویں۔ وہ ایک جماعت مباہلین کی ہو۔ صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں۔ جس میں یہ صریح فائدہ ہے۔ کہ جو امر خارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو۔ وہ مشتبہ نہیں رہے گا۔ مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مباہلہ کے لئے طیار ہو جائے اور اس کے اشتہارات بھی چھپ جاویں۔ تو ہر یک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا۔ کہ اسی کے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کرلے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے۔ تو پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے۔ تو ایسی درخواست منظور نہیں کیجاویگی۔ اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں

(باقی اشتہار کو یاد رکھو۔ اور اس کے موافق کار بند ہو۔ منہ) (جاری ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک شخص اس سے اطلاع پاوے۔ منہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

پیغام صلح کے نئے رنگروٹ کی بلبلاہٹ

پیغام صلح نے چند دنوں سے اپنی سردبازاری کو محسوس کر کے غالباً اخبار کی رونق کو دوبالا کرنے کے لئے جماعت حقہ کے مقدس امام کے منہ آنا شروع کیا ہے۔ اور باہمی اصولی اختلاف کے متعلق مسائل اللہ اعتراضات تو وہ اب کیا کر سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ سلسلہ حقہ کے اندرونی معاملات میں بھی مداخلت کر کے پیغام کے نئے رنگروٹ یا نچلی سواروں میں شامل ہونا ترقی مدارج کا ذریعہ سمجھے بیٹھے ہیں۔

کانگریس مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتی ہے

ساری دنیا کو معلوم ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اور اس کا ذمہ دار امام ہر اس تحریک کا خطرناک دشمن اور مخالف ہے۔ جس میں ذرہ بھر بھی بغاوت کی بو آتی ہو۔ اور آج کل بالخصوص کانگرس کی تحریک کی مخالفت نہ صرف اس لئے ہے۔ کہ یہ باغیانہ تحریک ہے۔ بلکہ زیادہ تر اس لئے بھی کہ اس کانگرس کے مدنظر مسلمانوں کی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہے۔ ممکن سے ممکن ذرائع مسلمانوں کو تباہ کرنے میں صرف کئے جا رہے ہیں۔ کانگرس اس اختلاف کو نہیں دیکھتی کہ شیعہ سنیوں کو اور سنی شیعوں کو احمدی غیر احمدیوں کو اور غیر احمدی احمدیوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ وہ اور گورنمنٹ صرف اور صرف اس امر کو دیکھتی ہے۔ کہ اپنے تئیں مسلمان کہلانے والی کون سی قوم ہے۔ گویا صرف مسلمان کہلانے پر ہی کانگرس تلف حقوق اور گورنمنٹ تقسیم حقوق کے درپے ہے۔ اندریں حالات کئی مسلمان کہلانے والے بشکل انسان کا باہمی اختلافی مسائل خصوصاً کفر و اسلام کے مسئلہ کے تصفیہ کو لے بیٹھنا گویا بے وقت کی ٹکریں مارنا ہے۔ اس کی بعینہٖ وہی مثال ہے۔ کہ ایسے گاؤں پر جس میں ہندو مسلم عیسائی اور دیگر اقوام رہتی ہیں۔ ڈاکہ پڑے۔ تو اس وقت شیخ انعام الحق صاحب جیسے عقلمند اور مدبر اور معقول انسان کفر و اسلام کی گتھی سلجھانے بیٹھیں۔ تو شیخ صاحب موصوف کے اس فعل پر عام عقلمند لوگ لازماً اسی نتیجہ پر پہنچینگے کہ شیخ صاحب بھی ڈاکہ مارنے والے گروہ میں سے ایک ہیں یا کہا جائیگا۔ کہ اس کا دماغ قابل اپریشن ہے۔ ورنہ دوسرے تمام گاؤں والے بلا لحاظ اختلاف قوم و مذہب ایک دوسرے کے حقوق کے تحفظ میں بجان و دل مصروف ہونگے۔ کیونکہ اس میں ان کی اپنی خیر ہے۔ بیرونی حملہ آور کے مدنظر یہ امر نہیں۔ کہ فلاں ہندو ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ اور فلاں مسلمان ہے۔ اس کو لوٹ لو۔ بلکہ اس کا منتہائے دل زر ہے طلسم ہے۔ خواہ کسی سے ملے۔ بعینہٖ یہی کیفیت اس وقت کانگرس کی ہے۔

پس اس مختصر سی تمہید کو اشارۃً بیان کر دینے کے بعد میں پیغام کے نوآموز اور رنگروٹ مدیر شیخ انعام الحق کی ضمیر سے (جو مر نہ گئی ہو) اور عقل سے (جو حسن اتفاق سے کسی وقت دماغ میں آموجود ہوتی ہو) دریافت کرتا ہوں۔ کہ خدا لگتی کہو۔ کہ ان حالات میں آپ کا یہ سوال کرنا کہ "جماعت احمدیہ قادیان اور اس کے امام محترم غیر قادیانی مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ یا نہیں" درست اور جائز ہے یا نہیں۔ زیادہ طوالت کی ضرورت نہیں۔ ہاں یا نہیں صرف ایک لفظ ہونا چاہیئے ؎

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

امیر پیغام سے کفر کا حال پوچھو

مزید برآں کفر و اسلام کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے بجائے قادیانی آستانہ پر ناصیہ فرسائی کرنے کے حضرت امیر قوم مولوی محمد علی صاحب کی پابوسی کا فخر حاصل کرتے۔ تو زیادہ مناسب تھا۔ ان سے دریافت کر لیتے کہ ان تکفیر مسیح موعودؑ کو جو اسلام کے جملہ ارکان پر ایمان رکھتے ہیں۔ خدا اور رسول اور دیگر تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کے بہ نسبت پیغام کے رنگروٹوں کے زیادہ پابند ہیں۔ ایسے مسلمان مکفرین کو آپ کافر اور خارج از اسلام کیوں سمجھتے ہیں۔ پھر جو لوگ مکفرین مسیح موعود بھی نہیں صرف سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں۔ ان کے جنازے اور نماز میں ان کی اقتداء میں شامل ہونا کیوں گناہ سمجھتے ہیں۔ پھر ان کو اپنی لڑکیاں نہ دینا عملی طور پر ان کو کافر کیوں سمجھتے ہیں۔ اس سے تو یہی مترشح ہوتا ہے۔ کہ قبلہ امیر قوم کا دل زبان سے اتفاق کرنے کے لئے طیار نہیں۔

کچھ پتہ کی باتیں

حسن اتفاق سے آج کل قبلہ امیر ڈلہوزی پر تشریف فرما ہیں۔ اس لئے اگر آپ ان سے دریافت کریں۔ تو غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا ان کو یاد آجائے گا۔ کیونکہ وہیں کا واقعہ ہے۔ دوسرے غیر احمدیوں سے تمدنی اختلاط اور تعلقات کے قائم نہ کرنے پر دو ایک سال پیشتر کا مظاہرہ مابین قبلہ امیر قوم اور مالک محمد امین صاحب وکیل یاد دلائیں۔ جو عین خطبہ جمعہ کے دوران میں مسجد میں واقعہ ہوا تھا۔

پس ان حالات میں میں سادہ لوح شیخ انعام الحق صاحب سے نہایت محبت اور پیار سے مستفسر ہوں کہ آپ کے مولوی محمد علی صاحب قوم اسلام کے امیر کہلا کر قوم اسلام کے سیاہ و سفید کے مالک کہلا کر خدا و رسول پر دل و جان سے قربان ہونے والے مسلمانوں کو اس لئے خارج از اسلام اور کافر جہنمی قرار دیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کو نہ سمجھ سکے۔ اس لئے انہوں نے تکفیر کی۔ تو ہمارا غیر احمدیوں کو مذہبی رنگ میں کافر قرار دینا آپ کے حلق میں کیوں اٹکا رہا ہے ؎

پس اپنے کفر کی خبر لے شیخ لیجئے
آپ علیکم انفسکم یاد کیجئے

اہل پیغام کی دورنگی

دراصل یہ شیخ انعام الحق صاحب کا قصور نہیں۔ بلکہ ان ذمہ وار ہستیوں کا قصور ہے۔ جنہوں نے شیخ صاحب جیسوں کو بھاڑے کا بنا کر اپنے حسد کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے کیونکہ خود تو ان سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ دو کشتیوں میں سوار ہیں۔ اندرونی رنگ میں کھدر اور چرخا کا پرچار اور عمل۔ اور ظاہری رنگ میں نیمے دروں نیمے بروں مذبذبین ہیں۔ کبھی تو قبلہ امیر صاحب کا سر من جاری ہوتا ہے۔ کہ سیاسیات سے الگ رہو۔ اور کبھی سودیشی اشیاء کی مذمت اور کبھی ان کی ذمہ وار ہستیاں کھدر میں ملبوس ہو کر چھوٹے بڑے کانگرسی لیڈروں کے گرد و پیش نظر آتی ہیں۔ اس دورنگی اور دوعملی میں واقعی اہل پیغام معذور اور مجبور ہیں۔ کہ عامۃ المسلمین کے حقوق کے تحفظ کے لئے کوئی مخلصانہ اور نتیجہ خیز مساعی کر سکیں۔ چنانچہ اسی دورنگی کے بد اثر نے ہی ان کے دماغوں کو اس قابل ہی نہیں رکھا۔ کہ سیاسی رنگ میں عامۃ المسلمین کے حق میں کوئی کلمہ خیر کہہ سکیں۔ مگر ساتھ کے ساتھ ان کو امام محمود کے کارہائے محمود بھی ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ اور دل کے پھپھولے انعام الحق جیسے انعامی کارندوں کے ذریعہ پھوڑ رہے ہیں۔ ورنہ ان عقل کے مدعیوں سے کوئی پوچھے۔ کہ اگر امام محمود کے زبان اور قلم سے تحفظ حقوق مسلمین کے حق میں مفید کلمے نکل رہے ہیں۔ تو تم کیوں جلتے اور بھنچتے ہو۔ تم سے تو ہندو ہی اچھے نکلے۔ جو باوجود سخت عداوت اور کاوش کے جب کبھی کوئی بات انگریزوں یا کسی مسلمان کے منہ سے ایسی نکل جاتی ہے۔ جو ہندوؤں کے حق میں مفید ہوتی ہے۔ تو ہندو ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگ جاتے ہیں۔ مگر ادھر اہل پیغام حضرات ہیں۔ کہ بجائے تعریف یا اتفاق ظاہر کرنے یا خاموشی پر ہی اکتفا کرنے کے ایک ایسا اشتعال انگیز رویہ اختیار کرنے کے درپے ہیں۔ جو مسلمانوں کے لئے آج کل یقیناً خطرناک اور مہلک ہے

پیغامی رنگروٹ کی جہالت

اس سادہ لوح رنگروٹ کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اس وقت مسلمانوں کو باہمی مسلمان کہلانے کے حق کا تنازعہ نہیں۔ اور یہ تنازعہ آج کا بھی نہیں۔ تیرہ سو سال سے مسلسل چلا آرہا ہے۔ اور تا قیامت چلا جائے گا۔ شیخ العام الحق اگر فتاوی بریلوی دیکھ پاویں۔ تو ان کو مسلمانوں میں ایک مسلمان بھی نظر نہ آوے۔ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ دور حاضر میں تو مسلمان کہلانے والوں کے تحفظ حقوق کا سوال درپیش ہے۔ مسلمان کہلانے کا سوال مدنظر نہیں۔ پس کوئی ہوشمند اور عقلمند انسان ایسا سوال ہی نہیں کر سکتا۔ جو تمام قوم اسلام کے لئے باعث خجالت و ندامت ہو ؎

یکے از قوم چوں پیدا نشی کرد

کے مصداق انسان کی ایسی حرکت بے جا پر نہ صرف غیر قومیں ہنسیں گی۔ بلکہ اپنی قوم بھی آٹھ آٹھ آنسو روئے گی۔

خفیہ سرکلر کی حقیقت

شیخ انعام الحق کو ایک ہلدی کی گرہ مل گئی ہے۔ اور اس پر پھولے نہیں سماتے۔ کبھی اس کو "نہایت خفیہ سرکلر" سے نامزد کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کو "خوفناک انکشاف" سے تعبیر کرتے ہیں۔ گویا بہت دور کی کوڑی لائے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ چھپی مطبوعہ تھی۔ اور سلسلہ احمدیہ کی تین چار سو انجمنوں کو گئی۔ اور تمام جماعت میں گشت کر رہی ہے۔ اس میں کوئی ایسی خفیہ بات نہیں۔ جو حضرت امام کے علانیہ خطبوں تقریروں تحریروں میں موجود نہ ہو۔ خفیہ راز تب قرار دیا جاتا۔ کہ ہمارے گھروں میں چرخہ گاندھی چلتا۔ کھدر کے فاخرہ لباس سے اندرونی طور پر ملبوس ہو کر کانگرس کی خفیہ اور زنانہ کمیٹیوں میں شامل ہوتے۔ اور بظاہر ہم اپنے تئیں یا تو سیاسیات سے علیحدگی کا خطبہ کرتے یا پھر گاہ بگاہ سودیشی تحریکوں کی بظاہر مذمت کرتے مگر یہاں تو واقعات بالکل برعکس ہیں۔ امام اور جماعت احمدیہ علانیہ بھی کانگرس کے خلاف اور بباطن بھی مخالف۔ گویا دل و زبان کانگرس کے خلاف متحد ہیں۔ تو اب خفیہ راز کونسا باقی رہا۔ جس پر ہمارا سادہ لوح شیخ انعام الحق پھولا نہیں سماتا۔ ایسا سرکلر جو تمام جماعت احمدیہ میں اشاعت پا جائے اور بالکل وہی مطلب اور مقصد اپنے اندر رکھتا ہو۔ جو جماعت علانیہ کرتی ہے۔ اور جو واقعی طور پر ؎

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

کا مصداق ہو۔ اس کو خفیہ سرکلر قرار دینا مدبر پیغام جیسے عقلمند شکل انسان کا ہی حصہ ہے۔ ورنہ عام عقل والے لوگ جو اپنی ضمیر کو چند کھوٹے داموں میں فروخت کرنے پر مجبور نہیں۔ اس سرکلر کو کبھی بھی خفیہ قرار دینے کی جرأت نہیں کرینگے۔ وہ سرکلر ایک طرح حضرت امام کے خطبات اور تقریروں کا لب لباب ہے۔ جو پچھلے دنوں میں ہوئیں۔ میں وہ خفیہ سرکلر اہل انصاف ناظرین کے لئے پیغام کی قلم سے ہی ذیل میں نقل کئے دیتا ہوں۔ جو اس طرح ہے

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہیئے۔ اور کانگرس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو۔ یا کانگرسی خیالات رکھتا ہو۔ تو اس کا بھی خیال رکھیں۔ اور یہاں اطلاع دیں"

اب بتلایئے۔ اس سرکلر میں کونسا جدید اور رنجدہ انکشاف رنگروٹ مدبر پیغام پر ہوا۔ جو دنیا کو پہلے معلوم نہیں۔ سچ ہے ؎

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
اس کے گماں میں اس کا ارض و سما یہی ہے

ذرا باہر نکل کر پیغام بلڈنگ کے ادھر ادھر گھوم کر آئے اور پرانے لوگوں سے دیانت کر لیتے۔ تو اس قدر خانہ فرسائی کی ضرورت پیش نہ آتی۔

باقی ۱۵ جولائی کے پیغام میں جو شیخ انعام الحق صاحب ایڈیٹر الفضل پر التقضائے طبیعت کے ماتحت لپکے ہیں۔ اس کا ذمہ وار میں ایڈیٹر الفضل کو ہی قرار دیتا ہوں۔ کہ نہ وہ انعام الحق کو ملازمت سے جواب دیتے۔ اور نہ شیخ صاحب کو آج ضمیر فروشی کا روز بد دیکھنا نصیب ہوتا۔

(باقی دوسری صحبت میں انشاء اللہ)

(فخر الدین ملتانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن،

اصحاب موسیٰؑ اور اصحاب محمد صلعم کا تقابل

(۴)

(از جناب محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل قادیان)

گذشتہ نمبر میں ہم بائیبل اور قرآن مجید سے اصحاب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا نمونہ پیش کر چکے ہیں۔ کہ وہ کس قدر حضرت موسیٰؑ کے وفادار جان نثار اور تزکیہ یافتہ تھے۔ اس نمبر میں ہم بفضلہ تعالےٰ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ دکھاتے ہیں تاکہ دونوں نبیوں کے صحابہ کا پورا مقابلہ نظر آجائے۔ وباللہ التوفیق ٭

آنحضرتؐ کے صحابہؓ کا قابل رشک نمونہ

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو آپ کا انصار سے یہ معاہدہ تھا۔ کہ صرف اس وقت جب مدینہ پر کوئی حملہ آور ہو۔ تو تمہارا فرض ہوگا۔ کہ تم ہماری مدد کرو۔ مگر جب بدر کی جنگ ہوئی۔ آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ دشمن کو روکنے کے لئے شہر سے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کیا جائے تب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب انصار کو جمع فرمایا۔ اور پوچھا۔ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے۔ اس پر مقداد بن عمروؓ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے تمام کی طرف سے نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے نہایت موثر انداز میں کہا۔ واللہ لا نقول لک ما قالت بنو اسرائیل لموسیٰ اذھب انت و ربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ ولکن اذھب انت و ربک فقاتلا انا معکما مقاتلون۔ خدا کی قسم۔ ہم آپ کو وہ جواب نہیں دینگے۔ جو بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیا۔ کہ تو بھی جا اور تیرا رب بھی جائے اور جا کر دشمنوں سے لڑائی کرو۔ بلکہ ہمارا جواب تو یہ ہے آپؐ بھی چلئے اور آپؐ کا رب بھی۔ ہم آپ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑائی کرینگے۔ انہیں ماریں گے۔ اور اپنے رب کا جلال دنیا پر ظاہر کریں گے ٭

اسی طرح ایک اور صحابی کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ آپ جس طرف چاہتے ہیں۔ چلئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ ہم کو سمندر کی طرف لے جائیں۔ اور اس میں کودنے کو کہیں۔ تب بھی ہم اس میں کودنے کو طیار ہیں۔ اور ایک متنفس بھی ہم میں سے ایسا نہیں جو پیچھے رہے۔ اور اپنی جان کا فدا کرنا اپنے لئے فخر و مباہات کا باعث نہ جانے۔

یہ کتنا بڑا عظیم الشان فرق ہے۔ جو موسیٰؑ و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب میں نظر آتا ہے۔ کجا ایک قوم کا وہ جواب کہ ہم یہیں بیٹھے رہینگے اور قطعاً اپنی جگہ سے نہیں ہلینگے۔ خواہ کچھ کہو۔ اور کجا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا وہ جواب کہ خواہ ہمیں سمندر میں کودنے کو کہو۔ تب بھی ہم اس حکم کی بجا آوری اپنے لئے باعث راحت تصور کرینگے۔

یہ فرق ہے۔ جو ظاہر کر رہا ہے۔ کہ فی الواقع حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوت قدسیہ میں لاکھوں درجے بڑھ کر تھے۔ جس طرح آپؐ کے صحابہؓ امت موسویہ کے صحابہ پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی لاکھوں گنے زیادہ آپؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت رکھتے ہیں۔

خدا کا معاملہ

پھر خدا کے معاملہ میں بھی فرق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بغیر اس موعودہ زمین میں داخل ہونے کے وفات پا گئے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہایت شوکت و شان کے ساتھ اپنے جان نثار صحابہ کی جماعت میں گھرے ہوئے مکہ معظمہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے اور ہمیشہ کے لئے وہ ملک خدا نے آپؐ کے سپرد کر دیا۔ اللھم صلے علیہ وآلہ وسلم ٭

صحابہؓ کی تعریف

یہی وجہ ہے۔ کہ خدا نے بارہا قرآن مجید میں صحابہ کی تعریف کی۔ وہ فرماتا ہے۔ محمد رسول اللہ۔ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (پ ۲۶ سورۂ فتح)

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جو آپؐ کے صحابہؓ ہیں۔ وہ کفار پر مضبوط ہیں۔ ان کا اثر نہیں لیتے۔ آپس میں ایک دوسرے سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ تو دیکھے گا۔ کہ وہ خدا کے حضور جھکتے اور اس کے آستانہ پر پڑے رہتے ہیں۔ اس کا فضل ڈھونڈتے اور اس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر فرمانبرداری کے گہرے نشانات ہیں۔ یعنی ان کا بشرہ ہی نبلا رہا ہے۔ کہ وہ کس درجہ ایمان تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اسی طرح فرمایا:۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ (پ ۲۱ سورۂ احزاب)

مومنوں میں سے ایسے بھی مردان خدا ہیں۔ جنہوں نے اپنے عہد کو سچا کر دکھایا۔ بعض تو اپنے کام کو پورا کر چکے اور بعض باقی ہیں۔ جنہوں نے اپنے عہد میں کچھ تغیر نہیں کیا۔ پھر فرمایا۔ والسبقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (پ ۱۱ رکوع ۱) مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنیوالے اور ان کے متبع ایسے برگزیدہ انسان ہیں۔ کہ خدا ان سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی۔ انہوں نے اپنے عشق کا ثبوت دنیا کو کر دکھا دیا۔ کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے علیحدہ ہیں۔ زمین پر زندگی بسر کرتے ہوئے آسمانی انوار کے حامل و ناشر ہیں۔ اسی لئے خدا اب ان سے راضی ہوگیا۔ جس نے اپنی رضاء و خوشنودی کی خلعت فاخرہ انہیں پہنا دی۔ کہدیا۔ کہ جاؤ۔ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔

یہ سارٹیفکیٹ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو دربار الٰہی سے ملے۔ اس تعلق باللہ کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر کر رہے ہیں۔ جو اُن کا خدا سے تھا۔

صحابہ پر المناک مصائب اور اُن کا صبر و تحمل

انہوں نے دنیا میں خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے ایسی ایسی مصیبتیں اٹھائیں۔ کہ آج اُن کا تصور کرنے سے بھی ہمارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت بلال رضؓ کو امیہ بن خلف اتنے دکھ اور عذاب دیتا کہ خدا کی پناہ۔ دوپہر کے وقت جب مکہ کا ریتلا میدان بھٹی کی طرح تپتا وہ ظالم آپ کو باہر لے جاتا۔ سخت گرم گرم پتھر ان کے سینے پر رکھکر کہتا۔ لات اور عزّیٰ کی پرستش کرو۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مگر وہ نشۂ وحدت کا متوالا اپنے زبان سے یہی کہتا۔ احدٌ۔ احدٌ اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔ تب وہ حکم دیتا۔ اسے رسیوں سے باندھو۔ اور مکہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ۔ ان کا جسم خون سے تربتر ہو جاتا۔ مگر ان کا ہاتھ دامنِ اسلام سے ایک منٹ کے لئے بھی علیحدہ نہ ہوتا۔

زنیرہؓ ایک لونڈی تھی۔ بدبخت ابوجہل نے اسے اتنا پیٹا۔ کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اور وہ اندھی ہو گئی۔

خبابؓ بن الارت ایک آزاد شخص تھے۔ وہ لوہاری کا کام کرتے تھے۔ قریش نے انہیں پکڑ کر دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا۔ پھر ایک شخص ان کی چھاتی پر چڑھ گیا۔ تا وہ کروٹ نہ بدل سکے۔ وہ اسی طرح لیٹے رہے۔ یہاں تک کہ کوئلے ان کے نیچے جل جل کر ٹھنڈے ہو گئے۔ ان کی پیٹھ زخموں کے داغ سے بالکل سفید ہو گئی۔

عمارؓ۔ یاسرؓ۔ اور سمیہؓ کو بنو مخزوم نے سخت تکالیف پہنچائیں۔ یاسرؓ اس تکلیف میں فوت ہو گئے سمیہؓ کی شرمگاہ میں ظالم ابوجہل نے ایسا نیزہ مارا۔ کہ وہ پار ہو گیا۔ اور آپ کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ ان مظالم کے باوجود صحابہؓ اور صحابیات کی محبت میں ذرہ برابر بھی فرق پیدا نہ ہوا۔ بلکہ وہ ہر دن اور ہر رات اپنی محبت میں ترقی کرتے گئے۔

موسیٰ کے ساتھیوں کی کم ایمانی

وہ موسیٰ کے ساتھی نہیں تھے۔ کہ موسیٰ پہاڑ پر گیا۔ اور انہوں نے سونے کا بچھڑا اپنا معبود بنا لیا۔ تورات میں بھی لکھا ہے۔

"جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے میں دیری کرتا ہے۔ تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے اور اُسے کہا کہ اُٹھ۔ ہمارے لئے معبود بنا۔ کہ ہمارے آگے چلیں۔ کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ اُسے کیا ہوا۔ ہارون نے انہیں کہا۔ کہ زیور سونے کے جو تمہاری جوروؤں اور تمہارے بیٹوں اور تمہاری بیٹیوں کے کانوں میں ہیں۔ توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو ان کے کانوں میں تھے۔ توڑ توڑ کے ہارون کے پاس لائے۔ اور اس نے اُن کے ہاتھوں سے لیا۔ اور ایک بچھڑا ڈھال کر اسکی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے۔ جو تمہیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔" (خروج ۳۲ باب ۱ تا ۴)

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور آپ کی شان قدسی کے مظاہر تھے۔ انہوں نے اپنا تن من خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ اپنے مال و دولت کو اس راہ میں لٹا دیا۔ اپنے پیارے کی محبت میں اور اس بے ریا نہ کی الفت میں جس نے انہیں پیدا کیا۔ اپنا سب کچھ بیچ ڈالا۔ تب خدا اُن سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی۔

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے

اے سعید انسان کیا یہ ثبوت اس امر کا نہیں کہ فی الواقع ہمارا آقا نہ صرف موسےٰ سے افضل بلکہ تمام انبیاءِ سابقہ سے اعلیٰ و برتر ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی اصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

کہتے ہیں یورپ کے نادان یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے ایک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی میں آشکار

پس آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ قدسی کا اندازہ لگانا ہو۔ تو امتِ محمدیہ پر نظر ڈالو۔ جس درخت کے ایسے پھل ہوں۔ جس باپ کے ایسے بیٹے ہوں۔ جس مرشد کے ایسے خادم ہوں۔ جس شہنشاہ کی ایسی رعیت ہو۔ تم خود سوچ لو۔ وہ بادشاہ۔ مرشد اور نبی کس عظمت و شان کا مالک ہوگا۔ اللھم صلی علیہ وسلم ؛

ریویو

میری بڑی آرزو ہے۔ کہ ہمارا قومی پریس اور ہمارے سلسلہ کی تعلیم گاہیں ہر حیثیت میں قابلِ رشک اور بہترین زمانہ ہوں۔ اور اس کے لئے میں دعا بھی کرتا رہتا ہوں۔ کیونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ دنیا میں خدا کے ہاتھ سے قائم ہوا ہے۔ اس لئے اس کا ہر شعبہ محمود خلائق اور مفید انام ہونا چاہیئے۔ انشاء اللہ یہ دن ضرور آئے گا۔ کہ میری یہ تمنا خداوند تعالےٰ پوری کریگا۔ چنانچہ دینی مدرسہ تو خدا کے فضل سے ترقی کر کے جامعہ احمدیہ تک پہنچ گیا ہے۔ آئندہ بفضلہ تعالےٰ اس سے بھی آگے بڑھیگا۔ طلبا جامعہ احمدیہ نے اس سال سے ایک علمی سہ ماہی رسالہ بھی عربی اور اردو دو حصہ میں جامعہ کی طرف سے نکالا ہے۔ جس کے دو نمبر مجھے مل چکے ہیں۔ اور رسالہ کا نام بھی جامعہ احمدیہ رکھا ہے۔ طلبا جامعہ کی یہ تحفہ قابلِ داد ہے۔ رسالہ مجموعی حیثیت میں بہت اچھا ہے۔ پہلے نمبر سے دوسرا نمبر بہتر لکھائی چھپائی کاغذ مضامین سے مزین ہوا ہے۔ جو رسالہ کی بیش از پیش بہبودی کی دلیل ہے۔ مضامین نافع اور ضروری درج کئے گئے ہیں۔ قیمت رسالہ صرف ڈیڑھ روپیہ سالانہ ضخامت ۴۸ صفحہ پر بہت معمولی ہے۔ اگر احباب سلسلہ ان طلبار کی حوصلہ افزائی کریں۔ تو امید ہے۔ کہ یہ رسالہ بجائے سہ ماہی کے ماہوار ہو جائے۔ معاونین سے تین روپیہ سالانہ مقرر کیا ہے۔ جو مناسب ہے۔ ہر ایک قسم کی خط و کتابت و ترسیل زر بنام مدیر رسالہ جامعہ احمدیہ قادیان ہونی چاہیئے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

آریہ سماج دہریہ سماج ہے

تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

جب تمام دنیا کے باشندے عموماً اور باشندگان ہند خصوصاً کفر و ضلالت کی گہرائیوں میں بھٹکتے ہوئے روحانی پانی کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ کبھی دیانند کی شرن میں جاتے تھے۔ گاہے کسی اور کے مکر و فریب میں پھنستے تھے۔ مگر رہائی کا کوئی ذریعہ ان کو حاصل نہ ہو سکا۔ تو بالآخر خداوند تعالےٰ کا رحم جوش میں آیا۔ اور تمام دنیا کی نجات کے لئے حضرت مسیح قادیانی رسول ربانی جناب مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نازل فرمایا۔ آپ نے ازراہ ہمدردی مخلوقِ خدا کو صاف اور سیدھا نجات کا راستہ بتایا۔ لوگوں کو ہر ایک قسم کی گمراہی سے چھڑایا۔ تمام مذاہب سے گند اور بناوٹ کو دور فرمایا۔ مگر بعض کور باطن لوگوں نے خداوند تعالےٰ کی آواز پر مطلق کان نہ لگایا۔ لیکن آپ نے آریہ ورت کے عام باشندوں کو بنسبت زیادہ قریب ہونے کے حق کا پیغام خوب پہنچایا۔ اور ان کو برے انجام سے ڈرایا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"آریہ صاحبوں کے لئے اور بھی مشکلات ہیں کہ ان کے لئے خدا تعالےٰ پر یقین کرنے کی کوئی بھی راہ کھلی نہیں۔ نہ معقولی نہ سماوی۔ معقولی اسلئے نہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ارواح مع اپنی تمام طاقتوں کے خود بخود ہیں۔ اور پرکرتی اور اجزائے عالم مع اپنے تمام گنوں کے خود بخود ہیں۔ تو پھر پرمیشور کے وجود پر کونسی عقلی دلیل رہی۔ کیونکہ اگر سب کچھ خود بخود ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان چیزوں کا جوڑ خود بخود نہیں۔ سو یہ مذہب دھریہ مذہب سے بہت نزدیک ہے۔

اور اگر خدا نے ان لوگوں کو اس غلط راہ سے توبہ نصیب نہ کی۔ تو کسی دن سب دہریہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح سماوی طریق سے بھی خدا تعالےٰ کی شناخت سے بے نصیب ہیں۔ کیونکہ سماوی طریقوں سے مراد آسمانی نشان ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے وجود پر تازہ بتازہ نشان ہوتے ہیں۔ جن کو زندہ خدا پر ایمان لانے والا آدمی مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور یقینی طور پر اس کا تصرف ہر ایک چیز پر دیکھتا ہے۔ سو یہ لوگ ان نشانوں سے قطعاً منکر ہیں۔ لہٰذا خدا شناسی کے دونوں دروازے ان لوگوں پر بند ہیں"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۱)

مذکورہ بالا حوالہ میں شری مہاراج کرشن مراری قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بین طور پر یہ بتا دیا ہے۔ کہ آریہ لوگ دہریہ مذہب کے بہت نزدیک ہیں۔ اور اگر دیانندیوں نے قدامت روح و مادہ کے عقیدہ سے توبہ نہ کی۔ تو ایک دن یہ لوگ پورے دہریہ بن جائیں گے۔ اگر دیانندی دوست اس بات سے فائدہ حاصل کرتے۔ تو یقیناً آج سچ مچ دہریہ بن نہ جاتے۔ اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ خود آریہ یہ تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ ہم دہریہ بن گئے ہیں ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

(۱) "آریہ سماج کبھول (صرف) آج کل کو ریتی نواری سبھا بن رہی ہے۔ دیو بھاگیہ کی اشردھانو بن رہی ہے۔ ان کی سنتان بھی اشردھانو بن رہی ہے"

(اخبار پرکاش لاہور کارتکی نمبر ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۲)

پرکاش کہ ہمارے دیانندی دوست اس بد انجام سے پہلے ہی اس مفسد اور دہریہ بن کے عقیدہ سے توبہ کر لیتے۔ تو آج ان کو یہ منحوس گھڑی نہ دیکھنی پڑتی اور دہریہ بن کی لعنت سے بھی نجات پا جاتے۔ اسلئے اے ہمارے دیانندی دوستو! اگر دہریہ بن کی لعنت سے چھٹکارا چاہتے ہو۔ تو اس بدعقیدہ سے توبہ کرو۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ؎

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

(۲) "نہ کچھ دیکھا گیان دھرم میں نہ کچھ دیکھا پوتھی میں
کہت کبیر سنو بھائی سادھو جو کچھ دیکھا روٹی میں"

نوجوان کہتے ہیں۔ کہ اس تتو گیان نے ان آتما اور پرماتما (خدا) کے جھگڑوں نے سوائے سر کو پھوڑ میں ڈالنے کے اور آتما کو مردہ بنانے کے اور کوئی سنسار کا اوپکار نہیں کیا ہے"

(آریہ گزٹ کارتکی نمبر ۱۵/۲۵ پھاگن سمت ۱۹۸۶ صفحہ ۳۱)

دیانندی دوستو! ان تمام اپنے اقوال پر دوبارہ غور کرو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت پر نگاہ ڈالو۔ پھر نتیجہ اور انجام کو دیکھو۔ اور عبرت حاصل کرو۔ آپ اپنے ہاتھوں سے یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ تمام آریہ لوگ دہریہ بن گئے ہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے۔ کہ پیشتر کہ اس کے خداوند تعالےٰ کا غضب تم کو گھیر لے۔ تم اس نور کو ہاں ہاں اس ہدایت کو جو اس زمانے کا نجات دہندہ لایا ہے۔ قبول کرو۔ اگر تم نے خود قبول نہ کیا۔ تو یقیناً تباہ ہو جاؤ گے۔ اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ یہ خدا کا قول ہے۔ جو پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں روک سکتی۔

مہاشہ کرشن جی کبھی کبھی سچی اور پر از صداقت بات بھی بتا دیا کرتے ہیں۔ چاہے اس کو اپنے عمل سے ثابت کریں یا نہ کریں۔ مہاشہ رادھا کرشن فرماتے ہیں:۔

"آریہ سماج کا مشن کیا ہے؟ یہ کس لئے قائم کیا گیا ایک فقرہ میں کہا جا سکتا ہے۔ منشوں کو سچے شیو۔ سچے مہادیو اور پربھو کے درشن کرانا۔ آریہ سماج بیس اور کام کرے۔ اگر وہ یہ کام نہیں کر دکھاتا۔ تو سمجھو کہ اس نے اپنے پرونتک کے مشن کو پورا نہیں کیا"

(پرکاش لاہور ۲۳ فروری سنہ ۱۹۳۰ صفحہ ۶)

مہاشہ جی! مجھے آپ کے ساتھ پورا پورا اتفاق ہے

اخبار فاروق قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ برجون
Digitized by Khilafat Library Rabwah

نگرانوں تو یہ ہے۔ کہ آج تک نہ آپ نے اور آپ کے کسی اور آریہ بھائی نے اس بات کا ثبوت دیا۔ کہ اس نے پرمیشور کے درشن کئے ہیں۔ درشن تو کہاں آج تک کوئی ایسا شخص بھی آریہ سماج پیدا نہ کر سکا۔ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ خداوند تعالےٰ یعنی سروشکتی مان پرمیشور کی لذیذ آواز کو ہی سن سکا ہے۔ ہاں ایک آریہ لیکھرام پشاوری نے گستاخی سے یہ کہا تھا۔ کہ ویدک پرمیشور نے مجھے یہ کہا ہے۔ کہ مرزا قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تین سال کے عرصہ میں مٹ جائے گا۔ اور قادیان میں اس کا کوئی نام لیوا نہ رہے گا۔ مگر آج لیکھرام کو ڈھونڈو۔ وہ کہاں ہے۔ اور اس کی درگہر کا کچھ پتہ ہے تو بتاؤ۔ غرضیکہ آریہ سماج بقول آپ کے اپنے مقصد میں بری طرح فیل ہو چکی ہے۔ بلکہ مہاشہ جی میں سچ سچ کہتا ہوں کہ پرمیشور کے درشن کرنا تو ابھی دور کا معاملہ ہے۔ آریہ سماج ابھی تک اس راہ کو ہی نہیں پا سکا۔ جس پر چل کر وہ پرمیشور کے درشن کرے۔ کیونکہ بقول ویدانت الہام کا دروازہ بند ہے۔ مہاشہ جی میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ آریہ سماج میں ہرگز ہرگز کوئی نجات کا ذریعہ اور خدا شناسی کا نشان نہیں ہے۔ اور روحانیت سے یہ کوسوں دور ہیں ملاحظہ ہو:۔

"کسی دھرم میں شردھا وشواش اور استقلال پیدا کرنے کے لئے روحانیت کی تعلیم سب سے زبردست سادھن (ذریعہ) ہے۔ مگر آریہ سماج کی مشغولیتوں نے اس کو بہت کم فرصت دی۔ کہ وہ روحانیت کی طرف متوجہ ہو سکے۔ اور پریکٹیکل طور پر اس کو لوگوں کے سامنے رکھ سکے"

(آریہ ویر لاہور ۲۶ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۵)

کہو مہاشہ جی۔ اب تو معاملہ صاف ہو گیا ہے۔ کہ روحانیت کی سیر کرنا تو کجا ابھی تک آریہ سماج اس طرف متوجہ بھی نہیں ہو سکا۔ پس بقول آپ کے یہ ثابت ہوا۔ کہ آریہ سماج اپنے مشن میں ذلت آمیز اور شرمناک شکست کھا چکا ہے ؎

من از بہر دویت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

(خاکسار شیخ محمد احمد مجاہد سیالکوٹی حال وارد کراچی)

سول نافرمانی کی لغویت

(۲)

مفسدین کانگرس نے آج کل جو فتنہ سرزمین ہندوستان میں برپا کر رکھا ہے۔ وہ کوئی نیا فتنہ نہیں ہے۔ بلکہ آج سے چند سال قبل بھی ایک فتنہ عظیم پیدا کر کے یہ لوگ نہ صرف حکام کی پریشانی کا موجب بنے۔ بلکہ ملک و قوم کو جو شدید نقصان ان کی اخلاق سوز تحریکات سے ہوا۔ وہ ایک نہایت درد ناک داستان ہے۔ جن کی تفصیلات سن کر زہرہ آب آب ہوتا ہے۔ اور ان واقعات ہائلہ کے تصور سے جو اس مفسد گروہ کی کوتاہ بینی سے ظہور پذیر ہوئے۔ جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ہزار ہا نونہالان ملک جن کی تمام تر توجہ اخلاقی اور علمی ترقی کی طرف مبذول تھی۔ شاہراہ کامیابی سے ہٹا دیئے گئے۔ اور اس طرح مادر ہند کے فرزندان رشید کو اپنی عاقبت نااندیشانہ تحریکات میں ملوث کر کے ان کے مستقبل کو تاریک و تار کر دیا گیا۔ تحریک عدم تعاون کے خطرناک نتائج پر تفصیلی بحث اس وقت مقصود نہیں۔ البتہ اس سے جو صدمہ اشتراک فی العمل کے زرین اصول اور برادرانہ اخوت اور ہمدردی کے پاک جذبہ کو پہنچا ہے۔ وہ بظاہر ناقابل تلافی ہے۔ اور تحریک قومی اخلاق پر اس قدر اثر انداز ہوئی ہے۔ کہ جلد تر اس کا ازالہ ممکن نہیں۔ فی الواقعہ "نامل ورتن" کا جذبہ اس حد تک ترقی پذیر ہو چکا ہے۔ کہ ہندوستان میں والدین کے ساتھ بیٹوں کا اور بھائی کے ساتھ بھائی کا اشتراک بھی ایک امر محال ہو گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے۔ جس نے ہندوستانیوں میں اتحاد و اتفاق اور یک جہتی کو ناممکن الحصول بنا دیا ہے۔ گویا ان کے اخلاق پر ایک موت وارد کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بام رفعت سے گر کر قعر مذلت میں پڑ چکے ہیں۔

موجودہ تحریک سول نافرمانی کانگرس کے پروگرام کا جزو لاینفک قرار دیا گیا ہے۔ اور اس طاغوتی تحریک کو فروغ دیتے ہیں۔ کانگرس نے جو ناجائز طریق کار اختیار کر رکھا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل مذمت اور لائق نفرت ہے۔ سوال ہوتا ہے۔ کہ اگر حکومت سے اختلاف کی وجہ سے قائم کردہ آئین و قوانین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ تو کیا گاندھی جی یا ان کے رفقاء اس بات کو پسند کریں گے۔ کہ اگر خدانخواستہ "بھارت درشن" کی زمام حکومت ان کے دست تظلم میں آجائے۔ اور ان کی "پرجا" کو ان سے اختلاف رائے ہو جائے۔ یا گاندھی جی اپنی پرجا کے مطالبات کو فی الفور پورا نہ کر سکے۔ تو کیا ان کی پرجا کو حق حاصل ہوگا۔ کہ علم بغاوت بلند کر کے گاندھی جی کی تباہی اور بربادی کے نعرے لگائے۔ ع

ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں ہم مپسند

پھر کانگرسیوں نے جو تشدد اور جبر اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے پر روا رکھا ہوا ہے۔ وہ نہایت ہی خطرناک ہے۔ اور آزادئ ضمیر کے پاک جذبہ کو سخت صدمہ پہنچانے والا اور ہندوستانیوں میں بزدلی پیدا کرنے والا ہے۔ دعویٰ تو آل انڈیا کانگرس ہونے کا کیا جاتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ امن پسند طبقہ کو جو کانگرس سے ذرا بھی اختلاف رائے رکھتا ہو۔ شامل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ پھر عدم تشدد کا دعویٰ کرنے والے جبر و تعدی میں ایک ظالم حاکم سے کم نہیں ہڑتال جبراً کرانا اور اپنی رائے سینہ زوری سے منوانا تشدد کی انتہائی مثالیں ہیں۔ اگر کانگرسیوں سے کوئی امر منانے کے واسطے ایسے وسائل اختیار کئے جائیں۔ جو یہ لوگ گورنمنٹ کے خلاف منوانے میں کرتے ہیں۔ تو کانگرسیوں کو قدر عافیت معلوم ہو جائے۔ مثلاً کوئی پولیس کانسٹیبل کسی کانگرسی کے گھر کے آگے لیٹ جاوے۔ اور اس کو نہ گھر سے باہر نکلنے دے۔ اور نہ جلوس میں شریک ہونے دے۔ تو کیا ایسی مزاحمت کانگرسی لوگ برداشت کریں گے۔ یقیناً وہ اس کو ظلم عظیم قرار دیں گے۔ مگر جب یہی حرکت ان سے سرزد ہو۔ تو جائز سمجھی جاتی ہے ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

گاندھی اور ان کے رفقار گھر میں اس نسخہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہلاکت آفرینی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اگر کسی کانگرسی کی بیوی بچے کوئی ایسا مطالبہ کریں۔ جس کو کانگرسی صاحب کسی وجہ سے پورا نہ کر سکیں۔ تو کیا وہ اپنے بیوی بچوں کو ستیہ گرہ یا بھوک ہڑتال کرنے میں حق بجانب خیال کریں گے یا اگر ان کی مائیں ان کو کسی ایسے امر سے باز رکھنا چاہیں اور وہ ایسا ہی طریق اختیار کر لیں جو کانگرسیوں نے آج کل اختیار کر رکھا ہے۔ تو یقیناً ان کے قیامت برپا ہو جائیگی پس بہ نظر غائر حالات کا مشاہدہ کرنے سے یہ امر آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہو جاتا ہے۔ کہ یہ راہ جو کانگرس نے آزادی اور حریت کے حصول کے لئے تجویز کی ہے۔ یہ نہ صرف آزادی ہند کی منافی ہے۔ بلکہ ملک کی تہذیب و تمدن و اخلاق پر تبر ہے۔ اور ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ اس مخرب الاخلاق اور منتج ادبار تحریکات سے دستکش رہے۔ اور کماحقہٗ اس کو علیحدہ کرنے کی سعی کریں۔

پس ہم جملہ ہندوستانی بھائیوں سے بالعموم اور مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کرتے ہیں۔ کہ کانگرس کے اس شر انگیز پروگرام کو ناکام بنانے کی حتی الوسع سعی کریں گے۔

ہم ایک مذہبی جماعت سے تعلق رکھنے کے سبب ہر امر کو مذہبی نقطۂ خیال سے دیکھنے کے عادی ہیں مذہبی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج سے قریب چار ہزار برس قبل گئوماتا کے پجاری بنی اسرائیل کی روز افزوں تعداد سے متاثر ہو کر اسی وقت مصری گورنمنٹ نے یہ انتظام کیا۔ کہ بنی اسرائیل کے نرینہ بچوں کو قتل کرانا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں بنی اسرائیل کی تعداد میں نمایاں کمی واقعہ ہوئی اور دنیا اس پر شاہد ہے۔ کہ بنی اسرائیل پر وہ ایک عذاب کی صورت تھی۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اسی طرح ہاں عین اسی طرح آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان گئوماتا کے پجاریوں کی ایک اور جانشین قوم خود اپنے ہاتھوں سے اپنی نوجوان اولاد کو سول نافرمانی کی آگ میں دھکیل کر نہ صرف ان پر اخلاقی موت وارد کر رہی ہے۔ بلکہ جسمانی طور پر بھی برباد کر رہی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ یہ بھی ایک عذاب کی صورت ہے۔ یہ ان نعمتوں کی ناشکری کی وجہ ہے۔ کہ جو موجودہ انگریزی راج کے طفیل اور برکت سے امن و دولت کے خزانے کی صورت میں ان کو حاصل ہوئیں۔

مکن سہ خود کردہ را چہ علاج

اللہ پاک ہمارے ان برادران وطن کو سمجھ دے اور تمام مسلمانوں کو اس تحریک کے اثرات بد سے محفوظ رکھے۔ آمین ؂

(امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

غیر احمدی مشن

وفات مسیح پر ایک احمدی اور غیر احمدی کا دلچسپ مکالمہ

(۱)

غیر احمدی خدا تعالےٰ نے مسیح علیہ السلام کے زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جانے کا صاف فیصلہ قرآن مجید میں فرما دیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نساء میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بتا دیا ہے۔ کہ مسیح کو ہم نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ یعنی آسمان پر۔ اور اگر کوئی نادان یہ شبہ کرے۔ کہ وہاں خاکی جسم کو اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ آسمان پر خاکی جسم جا نہیں سکتا۔ تو اس کا ازالہ خود خدا تعالےٰ یوں فرماتا ہے۔ وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔ یعنی اللہ تعالےٰ کامل قدرت والا ہے۔ گو حضرت عیسیٰ کی نسبت سے تو صعود الی السماء کے ناممکن ہونے کا خیال گذرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کے لحاظ سے وہ بالکل ممکن ہے۔ اس لئے بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع کا فاعل خود اللہ ہے۔ اور اس وجہ سے اللہ کا اسم لایا گیا ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے۔ کہ جب اور رسولوں کو زمین میں محفوظ رکھا گیا۔ تو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھنے میں کیا حکمت ہے۔ تو اس کا جواب بھی خود اللہ تعالےٰ نے حکیماً کے لفظ کے ساتھ دیا ہے۔ یعنی اللہ حکیم ہے۔ اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اور پہلے عزیزاً اس لئے فرمایا۔ کہ وہ غالب ہے آسمان پر اٹھا لینے میں۔ اس کو کوئی دقت نہیں اٹھانے میں۔ اور پھر یہ کہ یہودیوں کے لئے خدا نے حضرت عیسیٰ کی تشبیہ واقع کر دی۔ مسیح ہرگز صلیب کے نزدیک بھی نہیں گئے۔ بلکہ کوئی اور دوسرا شخص جو مسیح کا شبہ بنایا گیا تھا۔ اس کو یہود نے صلیب پر لٹکا کر مار دیا۔ اور مسیح کو حسب وعدہ رافعک الی بل رفعہ اللہ الیہ اپنی طرف آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آخر زمانہ میں ان کا ہی نزول ہوگا۔ اور حسب وعدہ متوفیک وفات پائیں گے۔ علاوہ اس کے رفع کے معنے لغت عرب میں اوپر اٹھانے کے ہیں۔ جیسے رفع برداشتن وھو خلاف الوضع۔ صراح جلد ۲ صفحہ ۱۶ رفعہ رفعاً بالفتح برداشت آں را خلاف وضعہ۔ منتہی الارب جلد ۲ صفحہ ۱۲۷ اور قرآن مجید میں ورفع ابویہ علی العرش یوسف کے باپ کے حق میں ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح آسمان پر مع الجسم اٹھائے گئے

وبس ؂

احمدی میرے فاضل دوست نے اپنے ہی خیال باطلہ میں یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام قضیہ کا فیصلہ سورۃ النساء کی مذکورہ آیت میں ہی منحصر ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ مگر چونکہ میرے فاضل دوست نے اس مقام کو ہی منتخب فرمایا ہے۔ اس لئے میں بھی اس پر کسی قدر روشنی ڈال دیتا ہوں۔ میرے خیال میں جناب نے اس تقریر میں چار باتیں بیان کی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کرکے ان پر مختصر بحث کرونگا۔

(۱) یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ مسیح اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ بل رفعہ اللہ کا یہی مطلب ہے ؛

(۲) آسمان پر اٹھانے میں خدا تعالےٰ کی صفت عزیز اور حکیم منتقامی تھی۔ اور نیز اس کی قدرت کا اظہار۔

(۳) مسیح کی بجائے ایک اور شخص مصلوب ہوا۔ جو مسیح کا مشبہ بنایا گیا تھا۔

(۴) رفع کے معنے اوپر اٹھانے کے ہیں۔

سو واضح ہو کہ مسیح کا اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا ایک ایسا دعویٰ ہے۔ جس کا کوئی بھی خارجی ثبوت نہیں۔ اتنا بڑا دعویٰ کہ ایک عاجز انسان کو آسمان پر محض دو ہزار سال سے بیکار بٹھایا ہوا ہے۔ بغیر کامل ثبوت اور زبردست دلائل کے کس طرح مان لیا جائے۔ میرے فاضل دوست کیا دنیا میں مرنے کے صرف دو ہی طریق قتل یا صلیب ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو کہاں سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ مسیح کے لئے چونکہ ما قتلوہ وما صلبوہ سے موت کی نفی کر دی گئی ہے۔ پس وہ مرے نہیں۔ بلکہ آسمان پر زندہ تشریف لے گئے ہیں حالانکہ یہاں غور طلب امر یہ ہے۔ کہ یہود کا دعویٰ کیا تھا ؟ خدا تعالےٰ نے یہود کا قول جو بطور دعویٰ ہے نقل کر دیا ہے۔ کہ انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ کہ ہم نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ جو مدعی رسالت الی اللہ تھا۔ کیونکہ یہود کی کتابوں میں لکھا تھا۔ کہ سچے مسیح کے آنے سے قبل الیاس دوبارہ دنیا میں آسمان سے آئیگا اور پھر اس کے بعد مسیح جو داؤدی تخت کا وارث ہوگا آئے گا۔ اور بھی کئی علامات آنے والے مسیح کی ان کی کتابوں میں لکھی تھیں۔ مگر ان کی مزعومہ علامتوں کے مطابق جب حضرت مسیح علیہ السلام نہ پورے اترے۔ تو انہوں نے ان کی تکذیب شروع کر دی یہاں تک کہ صلیب دینے کے درپے ہو گئے۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جو صلیب پر مارا جائے۔ وہ خدا کا ملعون ہوتا ہے۔ اور ملعون شیطان کا نام اور خدا سے دور ہونے کا نام تھا۔ اس لئے یہود نابکار نے یہ تجویز اپنی کثیر تعداد ہونے کے باعث کی۔ کہ مسیح کو بموجب حکم توریت کاٹھ پر لٹکا کر مار دیا جائے۔ تاہم استباز خدا کی نظر میں ٹھیریں۔ کیونکہ جھوٹے مدعی کی آزمائش ہم نے کر لی ہے۔ یقیناً وہ جھوٹا تھا۔ اور اس کا خدا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس مدعا کے اثبات کے لئے انہوں نے مسیح کو مصلوب کرنا چاہا۔ تو خدا نے اس الزام کا جواب دیا۔ کہ تم اے نابکار یہود یو۔ ہرگز مسیح کو قتل بالصلیب کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ وما قتلوہ یعنی یہود جنہوں نے انا قتلنا المسیح کہا تھا۔ ان کو ملزم قرار دیتا ہے۔ کہ تم نے تو مسیح کو قتل ہرگز نہیں کیا۔ اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا۔ تم کو تو اصل حقیقت کا علم ہی نہیں۔ محض ظن کی تم پیروی کر رہے ہو۔ اور وما قتلوہ یقیناً تم اس کو قتل بالصلیب کرنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور جو تمہاری غرض ملعون ٹھیرانے کی تھی۔ ہرگز حاصل نہیں کر سکے۔ بلکہ بل رفعہ اللہ الیہ ہم نے اس کو اپنا مقرب بنایا۔ کیونکہ وہ ہمارا بندہ تھا۔ اور نبی تھا۔ اور نبی کا تعلق جب اس کو آزمائشوں میں ہم ڈالتے ہیں۔ ہم سے منقطع نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ہمارا انتخاب کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور مسیح تو ہمارا مقرب اور ہمارا دوست تھا۔ کیونکہ ہماری یہ دو صفات ہیں۔ ان پر نگاہ ڈالو۔ تو تم پر تمام حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم عزیز ہیں۔ اور عزیز ہونے کی وجہ سے ہم اپنے بندوں کو عزت دیا کرتے ہیں۔ اور حکیم ہیں۔ ہمارا ہر ایک کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ہم نے مسیح کو بھی اپنی حکمت کاملہ سے ان تمام مصائب اور مشکلات سے نجات دی تھی۔ خلاصہ کلام یہ کہ ان آیات میں مسیح کے جسم سمیت اٹھائے جانے کا کہیں ذکر نہیں۔ بلکہ اس الزام کی نفی ہے۔ جو کہ اس مقدس وجود پر لگایا گیا تھا۔ کہ اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں۔ باقی جسم کے اٹھانے اور نہ اٹھانے کا یہاں سوال ہی نہیں۔ اور رفع کے معنے لغت عرب میں علاوہ اٹھانے کے تقرب کے لکھے ہیں۔ جیسے الرفع ضد الوضع۔ والرفع تقریبک الشئی بالشئی وفی التنزیل وفرش مرفوعۃ ای مقربۃ لھم ومن ذالک رفعتہ الی السلطان ویقال نساء مرفوعات ای مکرمات (لسان عرب) رفعہ الی الحاکم رفعاً ای قربہ (تاج العروس) رفعۃ الی السلطان ای قربتہ (منتہی الارب جلد ۲ صفحہ ۱۷۱) اور قرآن کریم میں بھی علاوہ مسیح کے اور کے لئے بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور وہاں رفع سے مراد آسمان ہرگز نہیں لیا جاتا ہے۔ جیسے ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ (اعراف ۲۲) واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقاً نبیاً ورفعناہ مکاناً علیاً (مریم ۴۹) پھر حدیث میں بھی یہ الفاظ کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً اذا توضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ۔ کہ جب نوافل کے ذریعہ ہمارا بندہ قرب چاہتا ہے۔ تو اس کو ساتویں آسمان پر اٹھا لیا کرتے ہیں۔ سو یہاں الی السماء بھی آگیا ہے مگر کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ کتنے نفل پڑھنے والے اس جسم خاکی کے ساتھ ساتویں آسمان پر گئے۔ اگر نہیں تو اس کے یقیناً قرب کے ہی معنے ہوں گے ؛

علاوہ اس کے رفع کے معنے اگر اوپر اٹھانے کے ہی تسلیم کر لیں۔ تو ہمارے مدعا وفات مسیح کے برخلاف نہیں کیفیت اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ روح ایک لطیف چیز اور آسمانی ہے۔ جو بموجب آیت ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔ خدا تعالیٰ کی طرف اس کا لوٹنا ہوتا ہے۔ اور جسم ایک کثیف چیز ہے۔ اور سفلی اور زمینی اس لئے اس کا تعلق زمین سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ کل شئی یرجع الی اصلہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف ہی لوٹتی ہے۔ لطیف لطیف کی طرف۔ کثیف کثیف کی طرف۔ اور اٹھانے والے لطیف کے لطیف مقربین یعنی فرشتے۔ اور کثیف کے انسان۔ اب اگر رفع کے معنے اٹھانے کے ہی کئے جائیں۔ تو خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے پیارے کی روح کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اگر اس کا ہم سے تعلق نہ ہوتا۔ تو وہ زمین کی طرف جاتا اور روح کا جسم سے الگ ہونا ہی موت کہلاتی ہے۔ فہو المراد۔ پھر لطف یہ کہ نہ یہاں آسمان کا لفظ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(انصار الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر فاروق منزل قادیان سے شائع ہوا)

رجیم کا - پھر کہا جائے - کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے تعجب ہے یہاں فقط اللہ اور الیٰ کا ہے - اب یا تو خدا کو آسمان پر مقید مانو - اور یہ کہدو - کہ خدا تعالےٰ صرف آسمان پر ہی ہے - تب یہ تمہارا قول درست ہو سکتا ہے - ورنہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ - اور نحن اقرب علیہ من حبل الورید - اور وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ کی آیات خدا تعالےٰ کو جہت مقامی سے مبرا قرار دیتی ہیں - اور پھر یہ بھی میرے فاضل دوست کو یاد رہے - کہ الیٰ انتہاء غایت کے لئے آتا ہے - اور قرآن مجید میں خدا تعالےٰ کے متعلق استوی الی العرش کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں - اور عرش مسلمان ساتویں آسمان پر مانتے ہیں تو پھر مسیح کو رفعہ اللہ الیہ سے ساتویں آسمان پر دائیں طرف خدا کے پاس بیٹھا ہوا کیوں تسلیم نہ کریں - دوسرے اور تیسرے آسمان پر ماننا کہاں کی دانشمندی ہے - دیکھئے الیٰ انتہاء غایت کی مثال قرآن میں ثم اتموا الصیام الی اللیل کہ تم روزہ کو سورج کے غروب ہونے تک رکھو - یہ نہیں کہ ظہر یا عصر کے وقت ہی افطار کردو - ایسا ہی یہ ماننا پڑے گا - کہ جہاں خدا ہے - وہاں ہی مسیح ہے - اور یہی عیسائی مانتے ہیں ؎

"ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را"

پھر میرے فاضل دوست نے عزیزاً حکیماً کو پیش کیا تھا - جو کسی طرح بھی ان کے مفید مطلب نہیں - کیونکہ عزیز تو وہ ہوتا ہے - جو غالب ہو - مگر مسیح کو آسمان پر لے جانے سے خدائے تعالےٰ کا عزیز ہونا ثابت ہوتا ہے یا ضعیف - کیونکہ طاقتور غالب اپنی چیز کو مقابلہ کے وقت چھپایا نہیں کرتا - بلکہ سامنے کرتا ہے - مگر مسیح کے معاملہ میں تو خدائے تعالےٰ نعوذ باللہ بہت ہی ضعیف ثابت ہوتا ہے - کیونکہ باوجود اس کے مسیح کو آسمان پر بقول تمہارے اٹھا لیا - مگر پھر بھی اسے فکر رہا کہ کہیں یہودی آسمان پر بھی آکر مسیح کو نہ لے جائیں - جھٹ مسیح کی بجائے کسی اور کو اس کا ہمشکل زمین پر کر دیا - تاکہ یہود اس کو پھانسی وغیرہ کی سزا دے لیں - خدارا بتاؤ! اس سے وہ عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف - دیکھو حضرت ابراہیمؑ کو مخالفین کی بھڑکائی ہوئی آگ میں ڈال کر قتل یا نار کو نبی بردا وسلما علیٰ ابراھیم زمین پر ہی رکھا یا نہیں - اور ایسا ہی آنحضرتؐ کو مکہ میں شب قتل اور اخراج کے منصوبے کفار نے کئے - تو خدا نے ان کے اندر ہی رکھ کر ان پر غالب کیا ہے - یا اس مصیبت کے وقت آسمان پر اٹھا لیا - اگر نہیں اٹھایا - تو کیا وجہ ہے - کہ مسیحؑ کے وقت وہ غالب خدا کمزور بندوں سے بھی ڈرتا ہے - اور اس قدر مسیحؑ بے پدر کی حفاظت کرتا ہے - کہ زمین پر رہنے ہی نہیں دیتا - پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائی موت کے منہ میں ڈالتے ہیں - مگر آسمان پر نہیں اٹھائے جاتے - بلکہ انہیں کے درمیان وہ عزیز خدا غالب کرتا ہے - اور اپنی حکمت کاملہ کا اظہار کرتا ہے - تو کیا وجہ ہے - کہ مسیحؑ کی زمین پر حفاظت نہ ہوئی -

پھر جناب کا یہ فرمانا - کہ مسیحؑ کی بجائے کوئی اور آدمی ان کا ہمشکل صلیب پر مارا گیا - حقیقت سے کوسوں بعد ہے - ایسی صورت میں یہود کس بات کے مجرم!

(۱) انہوں نے اصل مسیح کو تو مارا ہی نہیں پھر سزا کیسی؟

(۲) انا قتلنا المسیح سے لے کر قبل موتہ تک تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے - تو بیچ میں دوسرا شخص کہاں سے نکل آیا -

(۳) اس شخص کا نہ سیاق میں ذکر نہ سباق میں - اور نہ ہی قرآن کے کسی دوسرے مقام میں - اور نہ ہی احادیث میں اس کا ذکر پھر سمجھ نہیں آتی - کہ اس نامعلوم شخص کو کہاں سے داخل کیا جاتا ہے؟

(۴) پھر قوی تواتر اس قول کی تردید کر رہا ہے - یعنی ایک دوست جو عیسائی ہیں - دوسرے دشمن جو یہودی ہیں - پھر تاریخ بھی اسی بات کی مؤید ہے - کہ مسیح ابن مریم کو ہی صلیب دیا گیا - مگر تعجب ہے کہ ۱۹ سو سال بعد آنے والے مولوی یہ کہیں کہ مسیح کی بجائے کوئی دوسرا اس کا ہمشکل صلیب پر مارا گیا تھا -

(۵) بہ برہم عیلی جو طب کی کتابوں میں مشہور مرہم بیان کی جاتی ہے - یہ بھی اس باطل خیال کی تردید کرتی ہے - کہ مسیح کی بجائے کوئی اور صلیب دیا گیا -

(۶) اگر مسیح ہاں وہ مسیح جو حواریوں میں بیٹھ کر خوش ہوتا تھا وہ صلیب نہیں دیا گیا تھا - تو صلیب پر سے اترنے کے بعد حواریوں کو تبلیغ کیوں کرتا رہا - دیکھو متی ۲۸/۱۹ میں ذکر -

(۷) اگر مسیح کے علاوہ کوئی اور شخص مصلوب ہونے والا تھا - تو کیا آپ یقیناً بتا سکتے ہیں - کہ وہ حواری تھا یا منکر - اور اس کا کونسا خاندان تھا - اور کس عمر کا تھا - کس شہر کا رہنے والا اور کیا نام تھا - اور کیا کام کرتا تھا - پھر پکڑے جانے کے وقت کیا اس نے اپنی برا نہ کی - کہ لوگو میں تو مسیح نہیں ہوں - اصل مسیح تو آسمان پر ہے - اگر یہ تمام تفصیل آپ کسی ایک کتاب سے بھی نہیں دکھا سکتے - تو یہ چودھویں صدی کے مولویوں کے دم گزے ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں -

(۸) پھر وہ نامعلوم شبیہ مسیح کے رشتہ دار بھی ضرور ہوں گے - کیا آپ کسی کتاب سے بتا سکتے ہیں - اس نے تو نہیں مگر اس کے رشتہ داروں نے پیلاطوس کی کچہری میں اس خون ناحق کی فریاد کی ہو - کہ دیکھو حضور یہ تو ہمارا رشتہ دار تھا - اس کو کیوں پھانسی دیا گیا -

(۹) اس حلیہ تبدیل کرنے اور دشمنوں سے مروانے میں کیا حکمت تھی - اللہ تعالےٰ کی ذات تو ایسے لغو کاموں سے مبرا ہونی چاہیئے - پھر ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی کفار کی تائید ہے - کہ لوگ مجرم تو اس مسیح کو قرار دیں - جو مریم کا بیٹا ہے اور خدا تعالےٰ ایک ایسے شخص کو جو مجرم نہیں اس کی شکل بدل کر سزا دلوائے -

(۱۰) پھر دنیا میں کوئی بھی باغیرت اپنے کسی پیارے کی شکل کی ہتک کرنا پسند نہیں کرتا - چہ جائیکہ خدا خود اپنے محبوب کی ہتک کرائے - اور پھر خاموش رہے - افسوس اس باطل عقیدہ کو اختیار کرنے سے خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات بھی مورد الزام ہوتی ہے - اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت قرآن سے اور نہ ہی احادیث سے ملتا ہے - اور تعجب یہ کہ دوست اور دشمن ہاں جانی دشمن بھی اس کی تغلیط کر رہے ہیں - (منشی غلام نبی شہر سیالکوٹ حاجی پورہ)